اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حقیقت اب روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ سابق سوویت یونین کی وارث روسی فیڈریشن ایک بار پھر سابق سوویت ریاستوں کو ماسکو کے "مضبوط تر" دائرۂ اثر میں جکڑنے پر کمر بستہ ہے۔ روسی فیڈریشن کی قیادت کے مطابق سابق سوویت یونین سے آزاد ہونے والی ریاستوں کے ساتھ ماسکو کے تعلقات "پڑوس کے روایتی بندھنوں کی بجائے خونی رشتوں پر قائم ہیں"۔ صدر بورس یلسن نے سوموار ۲۶ ستمبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا "سابق سوویت ریاستوں کے مضبوط تر اقتصادی اور سیاسی انضمام (Integration) کی روسی خواہش میں خود یہ ریاستیں بھی شریک ہیں کیونکہ اس کی بنیاد دو طرفہ خیر خواہی اور باہمی مفادات کی تکمیل میں مضمر ہے"۔

روسی سراغرساں ایجنسی کے سربراہ یوجنی پریماکوف نے حال ہی میں مغرب کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی طرف سے سابق سوویت ریاستوں کو اقتصادی اور سیاسی طور پر از سر نو ماسکو کے زیرِ اثر لانے کی روسی کوششوں کی مخالفت ایک "خطرناک" رجحان ہے، جس پر نظر ثانی کی جانی چاہیے۔ واضح طور پر یہ نظر آ رہا ہے کہ روسی مغرب سے توقع رکھتے ہیں کہ جس طرح امریکہ ہیٹی جیسی "پڑوس" کی چھوٹی ریاستوں میں مسلح فوجی مداخلت کو اپنا حق سمجھتا ہے، اور اس سلسلہ میں روسیوں کی تائید اور حمایت کا خواستگار ہے، اسی طرح سابق سوویت ریاستوں میں نہ صرف ماسکو کے حق مداخلت کو تسلیم کیا جانا چاہیے بلکہ اس سلسلہ میں اس کی ہر ممکن تائید و حمایت بھی کی جانی چاہیے۔ روسیوں کے نزدیک ان کے اس حق کا انکار ایک بار پھر سرد جنگ کے احیاء کا باعث بن سکتا ہے۔

اسی پس منظر میں منگل ۲۰ ستمبر کو آذر بائی جان کے دارالحکومت باکو میں بحر قزوین کے آذر بائی جانی ساحلوں میں تیل نکالنے سے متعلق آذر بائی جان کی حکومت اور متعدد مغربی تیل کمپنیوں کے درمیان طے پانے والے معاہدہ پر ماسکو کے حکام نے شدید ردّعمل کا اظہار کیا۔ روسیوں کے مطابق "بحر قزوین کے آذر بائی جانی ساحلوں میں موجود تیل کے ذخائر پڑوس کی تمام ریاستوں کا مشترک اثاثہ ہے جس پر آذر بائی جان کے تصرّف کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا"۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمہوریت اور آزاد منڈی کی معیشت کا پرچارک مغرب "پارٹنر شپ فار پیس" کے نام پر سابق سوویت ریاستوں کو دوبارہ "فتح" کرنے کے روسی عزائم سے چشم پوشی کی پالیسی جاری رکھے گا؟ اور کیا اس کی طرف سے اختیار کردہ اس قسم کی پالیسی کے امن عالم کے لیے متوقع خطرناک نتائج کا خود مغرب متحمل بھی ہے؟